نقد واستدراک

نظم قرآن اور مولانا مودودیؒ

—————— جناب سید حامد عبدالرحمٰن الکاف

سہ ماہی مجلّہ تحقیقاتِ اسلامی، جولائی- ستمبر ۲۰۰۸ء کے شمارے میں نقد واستدراک کے کالم کے تحت پروفیسر سید احتشام احمد ندوی کا مضمون بہ عنوان 'نظم قرآن: شاہ ولی اللہ اور مولانا مودودی کے نظریات' شائع ہوا ہے۔ مولانا مودودیؒ کا نظریہ انھوں نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> ''مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس نقطۂ نظر کو زیادہ وضاحت اور تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ وہ اپنی تفسیر تفہیم القرآن جلد اول کے دیباچہ میں فرماتے ہیں:
>
> ''ایک اور وجہ، اور بڑی اہم وجہ لفظی ترجمے کے غیر مؤثر ہونے کی یہ ہے کہ قرآن کا طرزِ بیان تحریری نہیں، بلکہ تقریری ہے۔ اگر اس کو منتقل کرتے وقت تقریر کی زبان کو تحریر کی زبان میں تبدیل نہ کیا جائے اور جوں کا توں اس کا ترجمہ کر ڈالا جائے تو ساری عبارت غیر مربوط ہو کر رہ جاتی ہے......''

اس میں شک نہیں کہ اس عبارت میں قرآن مجید کے تقریری انداز بیان کا ذکر ضرور ہے، لیکن مولانا مودودی اصلاً یہاں ترجمۂ قرآن سے متعلق گفتگو فرمار ہے ہیں، نہ کہ قرآن کے نظم کے بارے میں۔ اس لیے یہ اقتباس یہاں نقل کرنا موزوں نہیں تھا۔ غالباً ایسا سہواً واقع ہوا ہے۔

اسی طرح پروفیسر موصوف نے نظم قرآن کے بارے میں مولانا مودودیؒ کے نظریے پر کلام ہی نہیں کیا ہے۔ آئندہ سطور میں نظم قرآن کے بارے میں مولانا مودودیؒ کے نظریہ کی وضاحت کی جارہی ہے۔

قرآن میں تین اقسام کا نظم پایا جاتا ہے:

۱) قرآن کا کلّی نظم: یہ نظم پورے قرآن، از اول تا آخر (سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک) کے نظم کا نام ہے۔

۲) سورتوں کا اندرونی نظم: سورتیں آیات سے مل کر بنتی ہیں۔ ان آیات کے درمیان نظم دریافت کرکے اس کو سورت کے عمود (فراہیؒ) مرکزی مضمون (مودودیؒ) محور (سید قطبؒ) سے جوڑنا کسی سورت کا اندرونی نظم ہے۔

۳) سورتوں کا باہمی ربط: سورتوں کی ایک خاص ترتیب وحی الٰہی کے ذریعے قائم ہے۔ کسی سورت کا اس کی اگلی اور پچھلی سورت سے ربط و ضبط معلوم کرنے کو سورتوں کا باہمی نظم کہا جاتا ہے۔

آئندہ ہم مثالوں کے ذریعے وضاحت کریں گے کہ مولانا مودودیؒ نے ان کو کس طرح اپنی تفسیر 'تفہیم القرآن' میں بیان فرمایا ہے:

(۱) قرآن کریم کا کلّی نظم

قرآن مجید میں از اول تا آخر نظم پایا جاتا ہے۔ اس کا ذکر مولانا مودودیؒ نے دو جگہ فرمایا ہے۔ پہلے سورۂ فاتحہ کے آخر میں اور دوسری بار سورۃ الناس کے خاتمے پر۔ سورۃ الفاتحہ کے دیباچے کے آخر میں فرماتے ہیں:

> ''اس مضمون کو سمجھ لینے کے بعد یہ بات خود واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن اور سورۂ فاتحہ کے درمیان حقیقی تعلق کتاب اور اس کے مقدمہ کا سا نہیں، بلکہ دعا اور جوابِ دعا کا سا ہے۔ سورۂ فاتحہ ایک دعا ہے بندے کی جانب سے اور قرآن اس کا جواب ہے خدا کی جانب سے۔ بندہ دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار! میری رہنمائی کر۔ جواب میں پروردگار پورا قرآن اس کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ یہ ہے وہ ہدایت اور رہ نمائی جس کی درخواست تو نے مجھ سے کی ہے۔'' (تفہیم، ج ا، ص ۴۲، حوالۂ بالا)

اس اقتباس میں مولانا مودودیؒ کے الفاظ 'پورا قرآن' قابل توجہ ہیں۔ گویا ان کے نزدیک پورا قرآن بالفاظ دیگر قرآن میں بیان کردہ ساری تفصیلات، خواہ ان کا

تعلق اقوام سے ہو یا افراد سے، مقامات سے ہو یا واقعات سے، احکام سے ہو یا عبادات سے، سب ہدایت اور راہ نمائی ہیں۔

اس بنیاد پر قرآنی آیات کو، جو الفاظ سے بنتی ہیں، قیاس کیا جاسکتا ہے۔ پھر سورتوں کی باری آتی ہے۔ ان کے پھیلاؤ کے ساتھ ہدایت اور راہ نمائی میں بھی پھیلاؤ اور گہرائی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ یہ نورٌ علیٰ نور ہے!

اسی طرح مولانا مودودیؒ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کے مشترکہ مقدمہ کے آخر میں لکھا ہے:

''آخری چیز جو معوذتین کے بارے میں قابلِ توجہ ہے وہ قرآن کے آغاز و اختتام کی مناسبت ہے۔ اگرچہ قرآن مجید ترتیبِ نزول پر مرتب نہیں کیا گیا ہے، مگر ۲۳ سال کے دوران میں مختلف حالات اور مواقع اور ضروریات کے لحاظ سے نازل ہونے والی آیات اور سورتوں کو رسول اللہ ﷺ نے بطورِ خود نہیں، بلکہ ان کے نازل کرنے والے کے حکم سے، اس شکل میں مرتب فرمایا جس میں ہم اب اس کو پاتے ہیں۔ اس ترتیب کے لحاظ سے قرآن کا آغاز سورۂ فاتحہ سے ہوتا ہے اور اختتام معوذتین پر۔ اب ذرا دونوں پر ایک نگاہ ڈالیے۔ آغاز میں اللہ رب العالمین، رحمان و رحیم، مالک یوم الدین کی حمد و ثنا کر کے بندہ عرض کرتا ہے کہ آپ ہی کی میں بندگی کرتا ہوں اور آپ ہی سے مدد چاہتا ہوں، اور سب سے بڑی مدد جو مجھے درکار ہے وہ یہ ہے کہ مجھے سیدھا راستہ بتایئے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدھا راستہ دکھانے کے لیے اُسے پورا قرآن دیا جاتا ہے اور اس کو ختم اس بات پر کیا جاتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے، جو رب الفلق، رب الناس، ملک الناس اور الٰہ الناس ہے، عرض کرتا ہے کہ میں ہر مخلوق کے ہر فتنے اور شر سے محفوظ رہنے کے لیے آپ ہی کی پناہ لیتا ہوں اور خصوصیت کے ساتھ شیاطین جن وانس کے وسوسوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، کیونکہ راہِ راست کی پیروی میں

وہی سب سے زیادہ مانع ہوتے ہیں۔ اس آغاز کے ساتھ یہ اختتام جو مناسبت رکھتا ہے وہ کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی''۔ (تفہیم، جلد ۶، ص ۵۶۲)

قرآن کے کلّی نظم کی وضاحت مولانا مودودیؒ کی ایک اور تحریر سے ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں:

''ان تین بنیادی امور (یعنی قرآن کا موضوع انسان ہے، اس کا مرکزی موضوع صحیح رویہ یعنی اطاعت الٰہی ہے اور اس کا مدعا اس صحیح رویہ کی طرف دعوت دینا ہے) کو ذہن میں رکھ کر کوئی شخص قرآن کو دیکھے تو اسے صاف نظر آئے گا کہ یہ کتاب اپنے موضوع اور اپنے مدعا اور مرکزی مضمون سے بال برابر بھی نہیں ہٹی ہے۔ اول سے لے کر آخر تک اس کے مختلف النوع مضامین اس کے مرکزی مضمون کے ساتھ اس طرح جڑے ہوئے ہیں جیسے ایک ہار کے چھوٹے بڑے رنگ برنگ جواہر ہار کے رشتے میں مربوط اور منسلک ہوتے ہیں...... یہی وجہ ہے کہ وہ ہر چیز کا ذکر صرف اس حد تک اور اس انداز میں کرتا ہے جو اس کے مدعا کے لیے ضروری ہے، ہمیشہ ان چیزوں کا ذکر بقدرِ ضرورت کرنے کے بعد غیر متعلق تفصیلات کو چھوڑ کر اپنے مقصد اور مرکزی مضمون کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کا سارا بیان انتہائی یکسوئی کے ساتھ 'دعوت' کے محور پر گھومتا رہتا ہے''۔ (تفہیم ج ۱، ص ۲۰، حوالۂ بالا)

(۲) سورتوں کا اندرونی نظم

مولانا مودودیؒ نے سورۃ البقرہ کا 'مرکزی مضمون' (یعنی نظم) صراحۃً نہیں بیان کیا ہے، لیکن تھوڑے سے غور و فکر سے آدمی اس تک بہ آسانی پہنچ سکتا ہے۔ مولانا فرما چکے ہیں کہ قرآن کتابِ ہدایت ہے اور سورۃ البقرہ میں کتاب کے ذکر کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے 'ھدی للمتقین' فرما کر واضح کر دیا ہے کہ یہ کتاب صرف ان متقین کے لیے اپنے اندر سامانِ عبرت و ہدایت رکھتی ہے جو ان چھ شرائط / صفات کے پابند ہوتے

ہیں۔ مولانا نے سورۂ بقرہ کے حاشیہ نمبر ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، اور ۸ ہر ایک میں 'شرط' کا لفظ استعمال کر کے متقین کی چھ صفات/ شرائط بیان کی ہیں۔ متقین کی ضد فاسقین (نافرمان) ہے۔ یہ اہل ایمان کے علاوہ تمام لوگ ہیں، جن میں اہلِ کتاب ہونے کے ناطے یہود اور نصاریٰ، پھر مشرکین، ملحدین وغیرہ شامل ہیں۔ سورۂ بقرہ تقریباً یہود، ان کے انحرافات، نافرمانیوں، بددیانتیوں اور کافرانہ چالوں کے لیے خاص ہے۔ پھر سورۂ بقرہ کے آخری رکوع کو پہلے رکوع سے جوڑ کر، یعنی ان کے درمیان نظم اور ربط وضبط قائم کر کے مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

''یہ خاتمۂ کلام ہے۔ اس لیے جس طرح سورت کا آغاز دین کی بنیادی تعلیمات سے کیا گیا تھا، اسی طرح سورت کو ختم کرتے ہوئے بھی ان تمام اصولی امور کو بیان کر دیا گیا ہے جن پر دینِ اسلام کی اساس قائم ہے۔ تقابل کے لیے اس سورت کے پہلے رکوع کو سامنے رکھ لیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا۔'' (تفہیم، ج ا، ص ۲۴۲)

آگے آیت ''لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ...'' کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ دین کی اولین بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مالک زمین و آسمان ہونا... وہ بنیادی حقیقت ہے جس کی بنا پر انسان کے لیے کوئی دوسرا طرزِ عمل اس کے سوا جائز اور صحیح نہیں ہوسکتا کہ وہ اللہ کے آگے سرِ اطاعت جھکا دے۔''

اس طرح مولانا مودودیؒ نے نہ صرف سورۂ بقرہ کی آیات کو ایک دوسرے سے جوڑا، بلکہ اس کے آغاز اور اختتام میں نظم وضبط اور مناسبت پیدا کر کے پوری سورت کو ایک فکری، عقائدی اور اعمالی وحدت میں بدل دیا۔

سورتوں کے اندرونی نظم کی وضاحت ایک دوسری مثال سے ہوتی ہے۔ سورۂ آل عمران کی ابتدا میں لکھتے ہیں:

''ان مختلف تقریروں (یعنی وہ چار تقریریں جن کا ذکر مولانا نے اوپر کیا ہے) کو ملا کر جو چیز ایک مسلسل مضمون بناتی ہے، وہ مقصد و مدعا اور

مرکزی مضمون کی یکسانیت ہے...'' (تفہیم، ج ا، ص ۲۲۸)

اسی طرح سورۂ نساء کے مضامین کی جو وضاحت مولانا مودودیؒ نے کی ہے اس سے سورتوں کے اندرونی نظم کی اچھی طرح وضاحت ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں:

''اسلامی سوسائٹی کی تنظیم کے لیے سورۂ بقرہ میں جو ہدایات دی گئی تھیں، اب یہ سوسائٹی ان سے زائد ہدایات کی طالب تھی، اس لیے سورۂ نساء کے ان خطبوں میں زیادہ تفصیل کے ساتھ بتایا گیا کہ مسلمان اپنی اجتماعی زندگی کو اسلام کے طریق پر کس طرح درست کریں۔ خاندان کی تنظیم کے اصول بتائے گئے۔ نکاح پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ معاشرت میں عورت اور مرد کے تعلقات کی حد بندی کی گئی۔ یتیموں کے حقوق معین کیے گئے۔ وراثت کی تقسیم کا ضابطہ مقرر کیا گیا ہے۔ معاشی معاملات کی درستی کے متعلق ہدایات دی گئیں۔ خانگی جھگڑوں کی اصلاح کا طریقہ سکھایا گیا۔ تعزیری قانون کی بنا ڈالی گئی۔ شراب نوشی پر پابندی عائد کی گئی۔ طہارت اور پاکیزگی کے احکام دیے گئے۔ مسلمانوں کو یہ بتایا گیا کہ ایک صالح انسان کا طرزِ عمل خدا اور بندوں کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے۔ مسلمانوں کے اندر اجتماعی نظم وضبط (ڈسپلن) قائم کرنے کے متعلق ہدایات دی گئیں۔ اہلِ کتاب کے اخلاقی و مذہبی رویہ پر تبصرہ کرکے مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا کہ اپنی ان پیش روامتوں کے نقشِ قدم پر چلنے سے پرہیز کریں۔ منافقین کے طرزِ عمل پر تنقید کرکے سچی ایمان داری کے مقتضیات واضح کیے گئے اور ایمان اور اخلاق کے امتیازی اوصاف کو بالکل نمایاں کرکے رکھ دیا گیا۔''

(تفہیم، ج ا، ص ۳۱۷)

احکام سے معمور اس سورت کے اندرونی نظم کو اس منظّم، مرتب اور مربوط انداز میں سننے کے بعد کون یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہے، خصوصاً سورۂ بقرہ میں وارد احکام سے ان کا سرِرشتہ جوڑنے کے بعد، کہ سورۂ نساء متفرق ومنتشر احکامی آیات کا مجموعہ ہے؟ مولانا مودودیؒ نے انھیں عائلی اور معاشرتی احکام کا ایک ایسا خوب صورت گلدستہ بنا دیا ہے جس کے رنگ برنگ دل کش پھول اس کی دل ربائی میں اضافے کا باعث بن رہے ہیں۔

(۳) سورتوں کا باہمی ربط

سورتوں کا باہمی ربط واضح کرنے کے سلسلے میں بھی یہ تین مبارک سورتیں ہمارے لیے کافی ہیں:

(۱) سورۂ فاتحہ کے آخر میں جوابِ دعا کا ذکر آیا تو مولانا مودودیؒ نے لکھا: ''جواب میں پروردگار پورا قرآن اس کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ یہ ہے وہ ہدایت اور راہ نمائی جس کی درخواست تو نے مجھ سے کی تھی۔'' (تفہیم، ج۱،ص۴۲)

اس جوابِ دعا کا پہلا باب سورۂ بقرہ ہے، جس کی بالکل ابتدا ہی میں اس کتاب کو پہلے تو کتابِ ہدایت بتایا اور اس کے فوراً بعد اس سے مستفید ہونے والوں کی چھ خصوصیات بیان فرمائیں۔ اس کے بعد ان کافروں اور منافقین کی صفات اجاگر کیں جو اس کتابِ ہدایت سے استفادہ نہیں کر سکتے ہیں۔

اس طرح سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ میں نہایت حسین و جمیل اور منطقی نظم وضبط پیدا ہو گیا۔ یہ نظم بین السور کی بہترین مثال ہے۔

(۲) تفسیر سورۂ آل عمران کی ابتدا میں 'خطاب اور مباحث' کے زیرِ عنوان مولانا مودودیؒ رقم طراز ہیں:

> ''اس طرح یہ سورت نہ صرف آپ اپنے مختلف اجزاء میں مسلسل و مربوط ہے، بلکہ سورۂ بقرہ کے ساتھ بھی اس کا ایسا قریبی تعلق نظر آتا ہے کہ بالکل اس کا تتمّہ معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کا فطری مقام بقرہ سے متصل ہی ہے۔'' (تفہیم، ج۱،ص۳۲۹)

(۳) ذکر آچکا ہے کہ سورۂ نساء کو سید مودودیؒ نے سورۂ بقرہ کے احکام سے جوڑ کر اول الذکر کے احکام کو موجز ومختصر اور مؤخر الذکر کے احکام کو مفصل قرار دیا ہے۔ جب سورۂ آل عمران، سورۂ بقرہ کا تتمہ ہے تو گویا ان کو ایک وحدت (Unit) تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ پھر ان تینوں سورتوں - البقرۃ، آل عمران، النساء - کا نظم انھیں تین بڑے بڑے، خوب صورت اور چمک دار ہیروں کا ایک دل کش اور دل ربا ہار بناتا ہے، جو اپنی رعنائیوں اور دل فریبیوں میں اپنی مثال آپ ہے۔